مہربانی فرماکے کوئی ... رعایت کی امید ... ہیں

جلد ۶	بمبئی، سہ شنبہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۰۱ء	نمبر

مقدمۃ الجیش

سوئیاں مبارک

ناظرین خالی سوئیوں کی مبارکی پر چونکیں گے کہ ایسے
بہ خشک معاملہ کیا۔ دودھ کا ایک چلو بھی نہیں ملے
بات یہ ہے کہ گذشتہ سال زمانہ قحط کیوجہ سے ہزاروں
گائے بھینسیں جو گھر سو گھر کے مر گئیں اور لاکھوں فاقہ
مست ڈکار گئے۔ پھر دودھ دے تو کون دے۔ مگر اب سنا
گیا ہے کہ اس سال بہت سی رنڈیاں گابھن ہو گئی ہیں اگر
خدا نخواستہ منہ کھل جائیگا تو پھر دودھ ہی دودھ ہوگا۔ گذشتہ
سستا ہو تو بہ۔ اور مقدار دودھ کی قلت سے ہوگئی
کہ لال پردوں کے بیٹھنے والے سحری کی سنت ادا کر چکے
ہونے روزہ دودھ کی چسکی لگانے لگے اور یہیں یہ بھی
علت ہے کہ ... پر رکھا ... السلام ... اس وقت

کیا دیسی محافظ نہیں

بمبئی کے ایک اینگلو انڈین سکول کے انعامی جلسہ میں حضور
گورنر بمبئی نے لڑکوں کو ہدایت کی کہ وہ ملٹری کورز
میں ضرور داخل ہوں کیونکہ زمانہ کی پیچیدگیوں اور
نازکیوں کی وجہ سے ملکی حفاظت کیغرض سے ایسی بات
ضرورت ہے۔ بیشک حضور گورنر بہادر کا یہ فرمانا بجا
کہ دیسی ملکی وفاداری کھانے کا زمانہ یہی ہے مگر جبکہ
حضور گورنر کی عالیہ ... ملکی سے بہ تعجب ہے کہ انہوں نے
ملکی حفاظت یورپین قوت ہی پر کیوں محدود فرمائی
ہندی لڑکے اس نعمت سے کیوں محروم رکھے گئے۔ گذشتہ
دلیری کو کیا یاد نہیں رکھتی۔ کیا اس بارہ ان کی شجاعت
کا مشاہدہ نہیں کیا۔ یا ان کی طرف سے کامل اطمینان نہیں
یا انکو ایسا دل خواہ نہیں رکھتی۔ آخر وہ کونسی وجہ ہے
کہ جسنے گورنمنٹ کو چوکنا کر رکھا ہے۔

... ٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

بعض خریدار ایسے قلم جدید میں کہ وہ تبدیل پتہ کیلئے
سے ایک فرمان نادرشاہی ترا دیتے ہیں
سابق اور نمبر لکھتے ہیں۔ اپنی دولت خشک ...
گو کہ ہمنے خاص اسی کام کیلئے ایک منشی مقرر کیا
ہے کہ وہ ناموں کی صحت اور تبدیل پتہ حفاظت
کرے مگر جب بیچارہ اپنا پہلا پتہ اور نمبر ہی نہ لکھ
وہ کیا کرے۔ بیچارا تھک کے رہ گئے جسٹر کی الٹ
کرتا ہوا دو ہزار خطوط کی تعمیل کرنے لگتا ہے مگر
تعمیل ہونے سے خریدار شکایتیں کرتے ہیں ...
کراہ پھر بگڑی ہی ... کا مصداق بنا
اون کو یہ خبر ہی نہیں کہ دفتر ...
دو سو۔ ہزار دو ہزار ہی خریدار ہیں۔ تو منشی
مستعفی ہی کر سکتا۔

ابو ناظرین ہو کی سوئیاں ہی منظور کریں یا رزنامہ مجبانی ...

کہین گلے نہ پڑ جائے

یمن کی بغاوت پھر تازہ ہو گئی۔ پچھلے مہینے مین تو اوسکی نسبت یہ خبر آچکی تھی کہ ترکی فوج کی یورش سے سب باغیون کے ہوش باختہ ہو گئے۔ اور وہ اپنے اپنے وطن مین دبک بیٹھے لیکن اب یہ خبر وحشت اثر آئی ہے کہ اون کمبختون نے پھر جھرجھری لی ہے۔ وہ ایک نہ ایک بات فتنہ و فساد کی نکال کھڑی کرتے ہین۔ اور ترکی فوج کو اون کی گوشمالی کرنی پڑتی ہے۔ اسکی نسبت غالبا لوگون کو یہ خیال ہوگا کہ وہ کیسے باغی ہین جو ترکی فوج سے بھی نہین دبتے۔ جس فوج نے کہ یونان جیسی سلطنت کو سات ہی روز مین ناکون چنے چبوا دئے۔ وہ ذرا سے باغیون کا قلع قمع نہین کر سکتی۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ یونان کی سلطنت تو حریفانہ حیثیت سے مقابلہ کے لئے کمربستہ ہوئی تھی۔ اسلئے ترکی فوج نے گھیر بند کرکے وارا کر دیا۔ اور سوائے قتل القتل کے اور کوئی بات ہی نہین کی۔ لیکن یمن کے باغیون پر تو وہ اس طرح ہاتھ صاف نہین کر سکتی کیونکہ وہ پھر بھی تو رعایا ہی سے ہین۔ علاوہ ازین یمن کے تمام باشندے کچھ باغی نہین۔ ایک ناعاقبت اندیش گروہ کسیکے بہکانے مین آگیا ہے۔ اگر وہ پورے طور پر مقابلہ کرے تو ترکی فوج اوسکا اونٹ میلا کر دے۔ مگر وہان تو توڑ مار گوریلے کا حساب ہے۔ اونھون نے جب موقعہ دیکھا لوٹ مار کر لی۔ اور پھر اپنے اپنے بھٹون مین جا دبکے۔ خیر اسکا کچھ مضائقہ نہین انکی سرکوبی تو اکیلی ہی وہ نہین ہو جائیگی مگر تشویش یہ ہے کہ

یون معلوم ہوتا ہے

کہ ترکی کے ایک مدبر گروہ کو گورنمنٹ انگلستان کی شرر افشانیان معلوم ہوتی ہین۔ اون کو معتبر ذریعہ سے خبر ملی ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا باغی سردارون کے لئے ہتھیار بھجواتی ہے۔ تاکہ وہ اپنی قومون کو تقسیم کر دین۔ عدن کی ایجنٹ کی معرفت یہ کام لیا جاتا ہے۔ وہ نہایت ہوشیاری سے سب کو پہونچا دیتا ہے اس کے علاوہ سب سے بڑی چونکانے والی یہ خبر ہے کہ گورنمنٹ نے باغیون کی پناہ کے لئے ایک قلعہ لحج کے قریب تیار کرایا ہے۔ اس لئے ترکی گورنمنٹ نے بھی مقام ودیا پر مورچہ بندی کا حکم دیدیا ہے۔ چنانچہ اس مقام کے اطراف کے کل قلعے مضبوط اور مسلح کئے جاتے ہین۔ (خدا خیر کرے) ان خفیہ سازشون سے گورنمنٹ انگلشیہ کا منشا یہ ہے کہ ترکی سلطنت میدان خالی پاکے اپنی قوت نہ بڑھا لے۔ بغاوتون کے مخمصون مین پھنسی رہیگی۔ تو وہ اور کسی سلطنت کی طاقت توڑنے کی فکر نہین کر سکتی۔

اگر یہ بات صحیح ہے تو ہمکو سخت افسوس ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ ایسی بیدار مغز، صلح جو ہوکے ایسی کارروائیان کرتی ہے۔ ہمکو تعجب ہے کہ سلطانی جوبلی کے وقت اوسنے مسلمانون کو خوشی سے اظہار مسرت کی اجازت دیدی۔ خود بھی اپنا وکیل قسطنطنیہ بھیجا کہ جشن سلطانی مین جاکے شریک ہو قطع نظر اسکے حجاز ریلوے کے لئے جو چندہ ہو رہا ہے۔ اوس مین بھی کچھ بھی آڑے نہین آئی۔ ان باتون سے تو صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترکی گورنمنٹ کے مخالف نہین۔

ظاہر کچھ باطن کچھ

گورنمنٹ انگلستان اور ترکی کے میل جول کی نسبت **المؤید** (مصری اخبار) نے سخت افسوس ظاہر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ گورنمنٹ انگلستان پہلے تو گورنمنٹ ترکی کی دل سے موافق رہی۔ ایک عرصہ تک دوستانہ برتاؤ سچائی کے ساتھ رہے۔ مگر پھر خدا جانے کیا بلی چھینک گئی کہ گورنمنٹ انگلستان پلٹی کھا گئی اور ایسے وقت پر پلٹی کھائی۔ کہ شاہانہ خلعت پر دھبہ لگا دیا۔ کریٹ وغیرہ کے جھگڑے نے اسنے ترکی گورنمنٹ سے منہ موڑ لیا۔ اور اپنی ذات برادری والون کی ہان مین ہان ملانے کھڑی ہو گئی۔ وہ وقت ایسا نازک تھا کہ سوائے جرمن کے تمام یوروپین سلطنتون نے ترکی سلطنت کے ملیامیٹ کرنے کی دل مین ٹھان لی تھی۔ اسپر حیرت کریٹ کے معاملہ مین ایسی پیچیدگیان ڈال دین کہ وہ کسیطرح سلجھائے نہ سلجھ سکے۔ لیکن ترکی گورنمنٹ نے اپنی بیدار مغزی اور دور اندیشی سے اوس معاملہ کو ایسا اوپر ہی اوپر اوڑا دیا۔ کہ یوروپین سلطنتون کے منصوبے خاک مین مل گئے۔ اور آخر کار انھون نے پھر میل جول کی تحریک شروع کر دی گورنمنٹ انگلستان نے جب ہوا بدلی دیکھی تو اسنے بھی اپنا رخ ترکی سلطنت کی طرف کر لیا۔ اور پھر گرمجوشی کی چالین شروع کر دین۔ چنانچہ سلطانی جوبلی کے موقعہ پر اس نے سب سے زیادہ مسرت کا اظہار کیا۔ اور تحفے تحائف بھیج کر قلبی اتحاد ثابت کر دیا۔ اس دوستانہ برتاؤ سے ہمارا اطمینان ہو گیا تھا۔ اور ہم نے یہ سمجھ لیا تھا کہ

خیر ہیلی جو ہولیا سو ہولیا

اب گورنمنٹ انگلستان ہمیشہ کے لیے ترکی گورنمنٹ کی رفیق نہ رہیگی مگر یمن کی حالت جو اخبار دیہاتی لکھی ہے اس سے تو پھر بھی اندیشہ ہوتا ہے کہ عنقریب گورنمنٹ انگلستان ترکی گورنمنٹ کی کھلم کھلا مخالفت پر کمر بستہ ہو جائیگی اخبار دیہاتی یمن کی بغاوت کا سہرا انگریزوں کے سر باندھتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ یہی حضرات جو تہذیب اور شائستگی پھیلانیکا بڑے زور شور سے دعویٰ کرتے ہیں۔ دراصل اُس بغاوت کے بانی ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ عدن کے بعض انگریزی افسر ترکی کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔ اور انھی کی امداد سے یمن کے عرب ہو حق مچا رہے ہیں۔ اس معاملہ کی نسبت بعض مدبر تو یہی کہتے ہیں کہ گورنمنٹ انگلستان کا اس بغاوت سے کوئی لگاؤ نہیں وہاں کے عرب چونکہ جہل مرکب ہیں اسلیئے وہ خود ہی شورش مچاتے رہتے ہیں۔ لیکن ترکی کے بعض بیدار مغز اشخاص کہتے ہیں کہ یہ خیال بالکل لغو ہے۔ اگر انگریز ان عربوں کے معاون نہ ہوتے تو ان کے پاس نئی ساخت کے ہتھیار کہاں سے آ جاتے۔ علاوہ ازیں اور یہ جرأت کیسے پیدا ہو سکتی تھی کہ سلطنت کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اور انکی جہالت نے انکو اس بیہودہ حرکت پر مجبور بھی کر دیا تھا تو بس ایک ہی دفعہ جھڑ جھڑی لیکے رہ جاتے دوبارہ انکی رگ کبھی زور نہیں کر سکتی۔ اس سے تو صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ انکی معاون کوئی بڑی سلطنت ہے۔ اب قیاس سے اس کا سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں۔

خوب دے ہتکارا

پادریان علیہ الکفارہ کو بھی بیٹھے بٹھائے آسمان کی سوجھتی رہتی ہے۔ رات دن انکو یہی خیال رہتا ہے کہ لوگوں کو مہذب بنا دیا جائے مہذب کیسا خاص انگلستانی یعنی درد کا پتلا۔ ہمدردی کا معدن۔ قومی حمایت کی پوٹ (غرض وہ خاصا بوتش بنجائے۔ چین میں انھوں نے جیسا کچھ لوگوں کو آدمی بنا دیا وہ تو ظاہر ہے۔ وہاں کے معاملہ کے متعلق انھوں نے دیکھا کہ تمام یورپی سلطنتیں ہماری حمایت کیلئے اُٹھ کھڑی ہوتیں تو انہوں نے خیال کیا۔ کہ اب کیا ہے۔ اب تو ہم ساری دنیا کو سیدھے رستہ پر لگا کے جنت میں بھرتی کرینگے۔ اب بڑی سلطنتوں پر دھاوا مارنا چاہیئے۔ اگر کچھ گڑبڑ ہوئی تو فوجی جان نثار سپلی کا سہارا لگانیکے لیئے پیچھے پیچھے لگے ہی ہوئے ہیں۔ بیٹھے بٹھائے انکی مسیحائی نے جو زیادہ زور کیا۔ تو آپنے ایک عرضی امیر مدظلہ العالی کی خدمت میں دھر گھسیٹی کہ آپکے ملک میں جہالت بہت پھیلی ہوئی ہے۔ تمام رعایا ہوشمند ہے نہ وہ شکل کا آراستہ جانتی ہے نہ اس میں کچھ تہذیب سنجیدگی ہے کہ جسکی وجہ سے وہ ترقی حاصل کر سکے۔ اگر حکم ہو تو ہم لوگ وہاں آکے افغانی قوم کو رستے پر لگا دیں اور واہی باہیں سے چھیل چھال کر اور سکھ سچ مچ کا آدمی بنا دیں۔ امیر صاحب بڑے کابلی مدبر۔ وہ انکے گھستو نہیں لب آنے والے تھے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ بخشو بی بلی چوہا لنڈورا ہی بھلا۔ تمہ چین میں جا کے جیسی کچھ تہذیب شائستگی پھیلائی اوسکو سارا زمانہ جانتا ہے اور جیسی تمہاری گت بنی ہم بھی اس سے خوب واقف ہوگئے۔ افغانی قوم کو تو تم معاف ہی کرو۔ اور اگر تم کو ایسی ہی انسانی ہمدردی ہے

ہندی مسلمانوں کی عالی ہمتی

چندۂ جہاز سایلوی

معرفت	رقم	مقام	نام
	۲ عا	سنگاپور	محبوب الٰہی لد فضل الٰہی صاحب دہلوی
	۲ عا	کلکتہ	منشی محمد یعقوب صاحب
منشی محمد یعقوب صاحب	۲ عا	"	علی حسین صاحب
"	۲ عا	"	رجب علی صاحب
"	عہ	"	محمد بخش صاحب
"	۲ عا	"	مردان علی صاحب جمعدار پولیس
"	صہ	"	عبداللہ خان صاحب سردار
	صہ		نام بتانیکی اجازت نہیں
میزان			
	۳۱ روپے ۸ آنے		
رقم سابقہ			
	۱۲۲۶ روپے ۹ آنے ۹ پائی		
میزان کل			
	۱۲۵۸ روپے ۱ آنہ ۹ پائی		

خدا جانے اس ہفتہ ناظرین پنچ بہادر کے اسلامی حمیت کے جوش میں کیوں جوش نہیں آیا۔ ہندوستان میں جو آجکل سردی زیادہ پڑ رہی ہے اس وجہ سے تو انکے جوشے نہیں سکڑ گئے۔ یا یہ تو نہیں ہوا کہ جو رقم انھوں نے جہاز ریلوے کے چندہ کیلئے تجویز کی ہو وہ لحاف توشک کے بنانے میں خرچ ڈالی ہو۔ اور اس معاملہ کو گرمیوں پر اوٹھا رکھا ہو۔ اگر یہی بات ہو تو انکو چاہیے کہ کچھ روز تک وہ رات دن چولہے کے پاس بیٹھے رہیں یا دہکتے ہوئے کوئلوں کی انگیٹھی گلے میں لٹکائے رکھیں تاکہ سینہ میں حرارت پیدا

نابدولت کی استراحت

دفتر عالیہ کے ملازمون نے اس سال ایک ہفتہ پیشتر ہی سے ایک ہفتہ کی تعطیل کے لیے دُہائی تہائی شروع کر دی تھی۔ یہ فریاد واقعی حق بجانب ہے کہ پنچ بہادر عید کے موقعہ پر بھی بند نہین کیا جاتا۔ دنیا بھر کے اسلامی اخبار عید کی خوشی مین ایک ہفتہ کی اشاعت روک دیتے ہین۔ مگر پنچ بہادر کی اشاعت کبھی نہین رکتی۔

اس عرضی کے منظور کرنے مین اگرچہ پنچ بہادر کا سخت نقصان ہے کیونکہ متفرق بکری خود بمبئی اور کل ایجنسیون مین ہوتی ہے اوسکی آمدنی کا اوسط فی ہفتہ ۵۰ روپئے ہے لیکن اس خیال سے کہ "مزدور خوشدل کند کار بیش" اہلیان دفتر کی درخواست منظور کرتے ہین۔ اور اپنے ناظرین سے بھی سفارش کرتے ہین کہ ایک ہفتہ کے لیے سب کو ڈنڈ پیلنے کی اجازت دیدین۔ تاکہ وہ دوبارہ رگ رگ مین چست ہو جائین۔ اور پھر کام مین وہ کبھی سستی نہ کرین۔ اس تعطیل سے ناظرین کا بھی فایدہ ہے۔ ۔ ۔ جن اہلکارون کا روانگی ڈاک سے تعلق ہے وہ اس خوشی کی یادگار کیلئے یہ وعدہ کرتے ہین کہ پیر منگل ان دو ہی روز مین کل ڈاک روانہ کر دیا کرینگے۔ خواہ کتنی ہی تعداد کیون نہو جائے۔ زیادہ ہوا تو خوش ہو جاوینگے کیونکہ ترقی کا ثبوت ہے پنچ بہادر کے مد نظر روز اشاعت سے جاکر پانچ روز بعد ہوتی ہو اسکی وجہ یہ ہے کہ فریادی ... سرکل ڈاک روانہ ہوتے ہوتے تین چار روز لگ جاتے ہین۔ جو ہفتہ مین جسکا پرچہ روانہ ہوا اوسکو دو تین روز تک بیٹ پوٹنے پکڑنے پھرنا پڑیگا۔ مگر خدا چاہے ڈاک کی روانگی کا انتظام معقول ہو جائیگا۔

ہندوستان کا ستارا ڈوبگیا

یورپین لوگون کی خوش قسمتی سے بڑا دن آیا اور بڑے زور شور سے آیا۔ اگرچہ ٹرانسوال کی گفت اور ناسمجھ لوگون کی شرارت نے دلون کو افسردہ کر رکھا تھا اس لیے اس مرتبہ ہی ہر شخص اور سنجیدہ مزاج بہادر کے دل کی کلی ایسے تازگی بخش موقعہ پر بھی نہ کھلی ہو تو تعجب نہین۔ اور بالخصوص ہندوستان کے یورپین۔ یہ تو بیچارے بہت ہی مضطرب ہونگے۔ مگر خیر گورنمنٹ عالیہ نے اُن کے آنسو پونچھ ڈالے۔ اس سے ان لوگون کے دل ضرور تر و تازہ ہو گئے ہونگے۔ اور اب بھی اگر تر و تازہ نہون تو خدا کی مرضی۔ گورنمنٹ کے امکان مین جہان تک تھا اُسنے کوئی کسر نہین اُٹھا رکھی۔ اسکے پاس سب سے زیادہ دلخوش کرنے والی اور عزت تفاخر کے جذبے سے پرچھا کر عرش معلی پر بٹھا دینے والی ایسی کونسی چیز ہے کہ جسکے حاصل ہو جانے سے انسان بیساختہ بغلین بجانے لگے۔ وہ کیا خطابات ہی تو ہین اسلیے اس سال اُسنے ہندوستان کے یورپینون کو بڑے لمبے چوڑے خطاب منجملہ کی تخصیص کر کے "سٹار آف انڈیا" یعنے ہندوستان کا ستارہ بنا ڈالا۔ اور وہ کون لوگ کہ جنکا ستارہ اسقدر تابان اور درخشان ہو گیا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ خدائی چھتری اوپر سے نیچے اور اندر سے باہر تک گوری بنائی ہے انہی کا ستارہ بھی گورا اور چمکدار ہوگا لہذا یہ خطابات بھی صرف یورپین بہادر ہی مستحق ہین۔ چنانچہ اس سال ۵ اینگلو انڈین حضرات کو وہ خطاب ملے ہین وہ اسی تیج سے ہندوستان کا ستارا بنگئے۔ گورنمنٹ کا لطف تو ... کو جام جمشید ... ہندوستانیون کی محرومی قسمت ہے۔

مرحبا جزاک اللہ

ہندوستان مین جسقدر مسلمانون کے اخبار نکلتے ہین وہ بالعموم حامی اسلام ہونیکا دعویٰ کرتے ہین۔ خواہ وہ مسلمانون کو نیچری بنائین یا دنیا باب بے ایمان۔ مگر اُن کمبخت ناتراش اخبارون کا یہی خیال ہے کہ ہم اسلام کی خدمت کرتے ہین حالانکہ وہ رہزن ہین۔ قزاق ہین۔ زر مرید ہین شہرت طلب ہین۔ اور تماشا یہ کہ جو اخبار بیغیرت کے پتلے اور لوگون کو گمراہ کرنے کیلئے ابلیس علیہ اللعنہ کے باوا ہین (مثلاً کیمپ گزٹ۔ ہمدرد سندھی۔ علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ۔ البشیر وغیرہ) انکا سب سے زیادہ یہ خیال ہے کہ اہل اسلام کو دینی فایدہ پہنچا رہے ہین۔ لیکن حقیقت مین جو اہل اسلام کے فایدے کی بات ہے اسکی طرف کبھی مسلمانون کو توجہ نہین دلاتے چنانچہ مکہ شریف کی ریل کی نسبت بیوقوف سے بیوقوف بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ اسمین کیسا خیر و برکت ہے۔ اور ہندی مسلمانون کو جو اس سے فایدہ پہنچیگا وہ ظاہر ہے ایسے کام کیلئے چندہ دینا ہم خرما و ہم ثواب کا مضمون ہے۔ دین و دنیا دونون کا فائدہ ہے۔ لیکن ایسے کار خیر کی نسبت ہندوستان کے کسی اسلامی اخبار نے اپنے ناظرین کو کبھی توجہ نہین دلائی۔ وکیل امرتسر نے نام کی تحریک دو ایک مضمون لکھے اور ہر ہفتہ اخبار مین اس چندہ کی رسید شائع کرتا ہے جو کسی شالدوز کے بلیس جمع ہوتا ہے۔ خادم الاسلام ... مسلمانے بھی نابدولت کی تقلید کی ہے اور کوشش کر رہا ہے ۹۰ (بلقول [illegible]) ... اسباب مین اسکو کچھ بھی یافت نہ یا ترکی سفیر متعینہ ... ترکی کی سلطنت سے ... آجانے پر مین سے یہین معاملہ ہو جاتا۔ بہودہ ...

یہ تو مقدمۃ الجیش ہے

ڈچوں نے تو بہادر انگریزوں کی ناک میں دم کر رکھا ہے۔ کمبخت اتنی گوشمالی کے بعد بھی اپنے ہوش میں نہیں آتے۔ لارڈ رابرٹس نے وہاں پہنچتے ہی انکی جو خدمت شروع کر دی تو دو تین ہی شکستوں کے بعد ایسے روپوش ہو گئے کہ گویا پردۂ دنیا پر تھے ہی نہیں۔ اب جو لارڈ موصوف بیک بینی و دو گوش لندن واپس آئے تو انہوں نے پھر اودھم مچانی شروع کر دی وہی جوش وہی خروش جو پہلے تھا سو اب بھی ہے۔ اور وحشت تو دیکھئے کہ کیپ کولونی پر حملہ کر بیٹھے ہیں۔ ہمارے بہادر فوجیں تو اس خیال سے کہ اب امن ہو گیا ہے وہاں کی پہاڑیوں کی سیر کے مزے لوٹ ہی رہی تھیں اور انہوں نے دفعۃً حملہ کر دیا۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ یہ معدودے چند باغی اپنی جہالت کے جوش میں کود رہے ہیں۔ مگر وہاں تو

اوہی خبط ہے

وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ آرنج فری سٹیٹ کی حکومت ڈچوں کے ہاتھ سے گئی۔ تو کیپ کولونی میں اپنا رنگ جمائیں۔ مگر یہ وحشت نہیں تو اور کیا ہے اپنی حکومت کی تو حفاظت ہو نہ سکی بھلا برٹش ممالک پر کسطرح قبضہ ہو سکتا ہے۔ اور برٹش فوجوں نے ان جدید حملہ آوروں کی گوشمالی کے لئے جنرل ڈی ویٹ کا جو تعاقب چھوڑ دیا۔ تو یہ سمجھے کہ ان کے پاس فوج باقی نہیں رہی۔ ذرا دھمکا کے ہم کام لیں تو آسانی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ یہ فوج تو جنرل فرنچ کی بہت بڑی فوج کا مقدمۃ الجیش ہے۔ وہ خود یہاں بھیج جائیں گے تب لڑائی کا لطف ہے۔

بہت سر چڑھ گئے

سلطنت متحدہ نے تو تمام یورپین طاقتوں کو موم کا پتلا تصور کیا ہے۔ وہ جو اسکی ہر درخواست کو مانتی گئے یہ اور سر چڑھ گئی۔ پہلے تو یہ درخواست کی کہ دول متفقہ کے وکیلوں کا ایک جلسہ واشنگٹن میں اسغرض سے منعقد ہو کہ چین سے معاوضہ جنگ کا معاوضہ لینے کے متعلق بحث کیجائے۔ اب بھلا یہ فرمائیے کہ کہاں چین کہاں امریکا۔ کیا اس جلسے کے انعقاد کے لئے کوئی اور مقام نہیں تھا جاپان جو چین کے قریب ہی ہے اور اپنی شجاعت کے باعث اسکا مستحق بھی ثابت ہوا ہے کہ یہیں بار ون کا فیصلہ ہو۔ تو پھر امریکا جانیکی کونسی ضرورت تھی یہاں تک تو خیریت تھی۔ مگر اب یہ درخواست ہوئی ہے کہ شرائط صلح کے تصفیہ کا کمیشن پیکن سے واشنگٹن میں منتقل کیا جائے۔ بھلا دول یورپ اسے کیوں ماننے لگے تھے۔ صاف انکار کر دیا۔

ترمیم ہونی چاہئے

شہنشاہ چین نے جب دیکھا کہ دول متفقہ سے لڑ کر اپنی سلطنت کی حفاظت کرنا ناممکن ہے تو صلح پر راضی ہو گیا دول متفقہ تو یہ چاہتے ہی تھے کہ کسطرح جلد صلح ہو جائے تو چین کی سلطنت چینیوں ہی کے حوالے کر دیں۔ کیونکہ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند تو بھلا اتنی طاقتیں بغیر جنگ آپس میں کسطرح فیصلہ کر سکینگی۔ مگر صلح کے متعلق شرطیں اپنے مطلب کی پیش کیں۔ چین نے پہلے تو اقرار کیا تھا کہ ہم تمام شرطوں کو بخوشی منظور کریں گے مگر جب ان شرطوں پر نظر پڑی تو ہوش اڑ گئے۔ اب اپنے سفیروں کو ہدایت کی ہے کہ جب تک ان شرائط میں ترمیم نہ ہو لے اس وقت تک ہرگز عہد نامے پر دستخط نہ کئے جائیں۔

یہ تو نہیں ہو سکتا

چینی تو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ اگر ہماری تلواروں میں زور نہیں ہے تو اپنے مکر و فریب سے ایسا کام نکالیں گے کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ اسی خیال سے انہوں نے صلح کی درخواست کر دی کہ دول متفقہ کے سپاہی اسخیال سے کہ اب صلح ہونے کو ہے اپنے اپنے کیمپ میں غافل پڑے ہونگے اور ہم ہر دفعۃً حملہ کر کے سب کا صفایا کر دینگے۔ مگر یورپین طاقتیں کچھ ایسی گولیاں نہیں کھیلی ہیں کہ اس مطلب کو تاڑ نہ جائیں۔ انہوں نے ادھر پیغامات صلح جاری کر رکھے۔ ادھر لڑائی سے بھی غفلت نہ کی۔ اور دول متفقہ کی فوجوں نے مار کاٹ لوٹ کھسوٹ اپنی حسب دستور جاری رکھی اب چینی بہت گھبرائے کہ ہم تو جانتے تھے۔ کہ مکاری اور دغابازی اور حکمت عملی سے کام لینے میں ہمارا کوئی نظیر نہیں ہے مگر یہ تو

ہمارے بھی استاد نکلے

اب عاجزی اختیار کر کے یہ درخواست کرنی پڑی کہ جس اثنا میں شرائط صلح کے متعلق پیغامات جاری ہیں اس وقت تک جنگ کی کارروائی موقوف کیجائے مگر یہاں تو پہلے ہی سمجھے بیٹھے تھے کہ درخواست صلح سے انکی خاص غرض یہی تھی کہ تاکہ غفلت ہو اور ہم اچھی طرح لڑائی کا مزہ چکھائیں پھر بھلا اس درخواست کو مانتے تو کیونکر۔ پرنس چنگ نے تو بڑی انسانی ہمدردی ظاہر کی۔ کہ جب صلح ہی ہو رہی ہے تو خواہ مخواہ بندگان خدا کا خون بہانے سے کیا حاصل۔ لڑائی موقوف ہی کر دی جائے تو بہتر ہے مگر کونٹ والڈرسی نے جواب دیا کہ یہ تو نہیں ہو سکتا

ھمدرد کی کہانی

ہزاروں ہاتھ میں میری ہی کشتی میں بھی کھلتی ہیں
دہان زخم بسمل ہیں زبانیں تیغ قاتل ہیں

افسوس کہ پہلے مرض ضعف دماغ اور بعد میں ذیلی تین ماہ کے بخار نے اس قابل بھی نہ رکھا کہ یاران مشفق کی مزاج پرسی کو کر سکوں جسکی معافی کا خواستگار ہوں مجھے یقین کامل ہے کہ حضرت فرخ صاحب نیز نامہ نگاران و ناظرین پیسہ اخبار اپنی دریا دلی سے مستحق سمجھ کر معاف فرمائینگے

بڑے [illegible] شہر دہلی ہے جسکا ہنگامہ ہزاروں بلکہ سو اب بھی خالی نہیں کہ جل شمال سے اٹھنے والی گنگا جمنا کی طرح عاشق ہو گئی ہے۔ پروانوں کی طرح بادل اس جھلملا جھلملا کر جلنے والی شمع کے چاروں طرف گر رہے ہیں۔ ہی سردی جاڑے کے موسم کا پورا شباب ہے۔ ننھے اور نازک کام کھانسی سے ناک میں دم ہے۔ ایجانب اپنے پلنگ پر پڑے پڑے کھانس رہے تھے۔ اور ورزش کی کثرت سے بندہ پانی کی شکستی کا [illegible] ہوتا تھا کہ قریب سا ہے بار [illegible] کے آنکھ جھپک گئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ

ایک پر بہار [illegible] گلزار کو فردوس بریں بنا رکھا ہے۔ [illegible] سبز [illegible] فرش بچھا ہوا ہے [illegible] مسیحائی کا کام کر رہی ہے۔ شفاف پانی کی نہریں چاروں طرف [illegible] طرح اٹھکیلیاں کرتی ہوئی رواں ہیں جن میں درختان سبز پوش کا عکس عجب کیفیت خداداد دکھا رہا ہے۔ میوہ دار درخت [illegible] ہیں۔ طائران خوش الحان اپنی اپنی سحر آمیز نغمہ سنجی سے سامعین کو وجد میں لا رہے ہیں۔ یہ قدرتی دلفریب سین کا نظارہ [illegible] ہوئے ایک دولت

پر [illegible] ہی دور گئے تھے کہ ایک سنگ مرمر کا صاف و شفاف پانی سے لبریز حوض نظر آیا جسکے چاروں کونوں پر چار فوارے اور بیچ میں ایک فوارہ ہزاروں آب و تاب کیساتھ چھوٹ رہے تھے سرخ سبز زرد رنگ کی مچھلیاں آنکھوں کو ایک بے نظیر نظارہ دکھا رہی تھیں۔ اتنے میں ننھی ننھی پھوار پڑنی شروع ہوئی۔ اور ایجانب اٹھکر ایک بارہ دری میں جب اندر قدم رکھا ہی تھا کہ ہوش و حواس جاتے رہے۔ عجائب یا منظر العجائب۔ روشنی کا وہ عالم اور چاروں طرف وہ نور کہ [illegible] دیکھئے تو غش کرے [illegible] اوج طور ہزار ہا جھاڑ و فانوس روشن ہیں۔ کہیں گیس کی ہانڈیاں سفید روشنی سے ماہتاب کو شرما رہی ہیں۔ کہیں بجلی کی ٹھنڈی روشنی نرگسی پر [illegible] کے رخسار تاباں کا سمان دکھا رہی ہے۔ چاروں طرف قد آدم آئینوں میں روشنی کا عکس نور علی نور [illegible] یہاں بیچ میں ایک بہت بڑی گول میز جس پر سبز ریشمی کپڑا بچھا ہوا ہے۔ رنگ برنگ کے گلدان جن میں تر و تازہ گلدستے لگ رہے ہیں ایک لاجواب بہار دکھا رہے ہیں۔ کہیں شراب ارغوانی کے کنٹر۔ کہیں سوڈا واٹر لیمونیڈ کی بوتلیں۔ آئس پر [illegible] شیشے کے گلاس بکھرے پڑے ہیں۔ ایک طرف [illegible] کتابوں کی جلدیں دھری ہیں۔ جلسہ کے رخ ایک حسین مہ جبین کرسی زرنگار پر [illegible] شان [illegible] جسکی چمکتی ہوئی دلفریب پیشانی پر زلف مشکین بکھر بکھر کر [illegible] کا نظر فریب سین دکھا رہی ہے۔ اسکا نکھرا ہوا رنگ۔ ہلالی ابرو۔ مخمور آنکھیں [illegible] ناک چہرہ [illegible] موزون قد۔ آغاز شباب کا [illegible] کرنے والا دلکش ابھار بتلا رہے ہیں کہ ابھی حسن خداداد جوانی کی پہلی ہی منزل طے کرنے میں مصروف ہے۔ ہر ایک [illegible] کو حیرت و استعجاب کی نگاہوں سے دیکھ رہی ہے [illegible] ہزاروں

لاکھوں تماشائی اس بارہ دری میں جمع ہو گئے۔ اور چشم زدن میں اتنی خلقت ٹوٹ پڑی کہ وہاں تل رکھنے کو کہیں جگہ نہ تھی۔ سر ہی سر نیچے جہاں تک نگاہ جا سکتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے لیکن ایک بات قابل تعریف تھی کہ بارہ دری کے اندر بڑی خاص خاص آدمی موجود تھے جلسہ میں نازنین حور فریب سے کسی قسم کی خصوصیت رکھتے تھے۔ اتنے میں وہ حسن و جمال کی مجسم تصویر اٹھی۔ اور نہایت شیریں مگر بلند آواز سے کہنا شروع کیا۔

حاضرین جلسہ! تم کو معلوم ہے کہ وہ کونسی خاص کشش ہے جسکے زبردست ذریعہ سے تم خود بخود اسجگہ کھنچے چلے آئے ہو؟ تم جانتے ہو کہ اس لاجواب قصر میں [illegible] کیا ہو گا۔ اور تم کیسے جمع ہوئے ہو۔ اور یہ مکان کسکا ہے۔ اور میں کون ہوں؟ اچھا ہوش ہوش سنو۔

میں وہ حسین نازنین ہوں کہ جسکی تمنا میں دنیا میں بڑے بڑے تاجدار شاہان ذی اقتدار سرگرداں اور پریشان پھرے ہیں۔ بڑے بڑے بہادر زور آور پہلوان میری ہی خواہش میں شربت مرگ نوش کرکے ناکامی کیساتھ جان بحق ہو گئے۔ بڑے بڑے نامی حکیم اپنی حکمت کے روشن چراغ کو میری ہی تمنا میں گل [illegible] کر گئے۔ بڑے ہوشیار تجربہ کار نوجوان [illegible] شاعر و مفکر۔ مالدار و سوداگر۔ جادو بیان فلسفی۔ بلیغ و نکتہ دان منطقی۔ علم ریاضی میں [illegible] کرنے والے علوم طبعی کے دلدادہ۔ کیمیائی کرشمے پر مرنے والے میرے ہی ملنے کی آرزو لیئے ساتھ لیگئے۔ امیر سے لیکر فقیر تک اور جوان بچے سے لیکر صد سالہ پیر تک میری ہی محبت کے خیال میں گزر کرتے ہیں۔

دوسرا جملہ [illegible] مشتاق [illegible] ایک گردش [illegible] میں [illegible]

کرونے کو مستعد ہے۔ وہ میری ہی عشق کا سودا ہے
مین مجنون بنادیا ہے۔ وہ سر جو علم مکنون
اور علوم کے خزانہ سے لبریز ہے۔ اس باغ
پر بھی میرا ہی تسلط ہے۔ مین ہی حکمرانی کرتی ہون
غرض کہ اسجگہ کوئی نہین ہے جس کو میرے ملنے
کی ہوس دامنگیر نہین۔ مگر ذرا غور کرنیکا مقام ہے
میری کارروائیان اور میری پالیسی یہان کس قسم کی
ہے۔ مین لجنہ اوس شاہد بازاری کیطرح ہون
جس نے میری ہی خواہش مین ننگ و ناموس کو خیرباد
کہکر حسن فروشی کا پیشہ اختیار کر لیا ہے۔ اور اپنے
دلدادون کے بیچ مین بیٹھکر اپنے حسن کو مقناطیسی
کشش سے اُن کے دونو پر قبضہ کر کے ایکدوسرے
کے کاٹنے ایکدوسرے کے خلاف بھونک کر آپس
مین لڑوا دیتی ہے اور خود علیحدہ ہو کر تماشا دیکھتی ہے
عدالتون کی چہل پہل میرے دم سے اہل پولیس کا
گذارا۔ انکی دوڑ دھوپ میرے فیض قدم سے وکیل و
مختار۔ بیرسٹرونکی چاندی میرے ادنی سے کرشمہ کا
ادنی ثبوت ہے۔ چور اوچکے۔ عیاش اوباش۔
نشہ باز قمار باز۔ ڈاکو بدمعاش۔ جعلساز فریبی مکار۔
سب میرے خوان حکمت سے پلتے ہین۔ قصہ
مختصر جتنے ذی روح اور غیر ذی روح نظر آتے ہین
وہ سب میرے ہی دست شفقت کے طفیل سرسبز و
تازہ و شاداب نظر آتے ہین۔ مین نہوتی تو کچھ بھی
نہ تہا۔ اے حاضرین اب آپ کو یقیناً سب کچھ معلوم
ہوگیا ہوگا۔ میرے زیادہ کلام کہنے کی ضرورت
نہین۔ عقلمند را اشارہ کافیست۔ میری عمر
بہت بڑی ہے۔ لیکن مختلف فرقون مختلف مذاہب
نے ٹکڑے کر کے علیحدہ طور سے میری زندگی
کا اندازہ کیا ہے عیسائیون کے گروہ مین حضرت
مسیح کے وقت سے آجتک پورے انیس سو برس ۱۹۰۰ ہو گئے
جس صدی کے ختم ہونے پر آج آپ لوگ خود بخود
یہان جمع ہوگئے ہین۔ اہل اسلام کے حساب سنہ
ہجری سے ابھی ۱۳۱۷ برس ہوئے ہین اور میرے
عمر تقریباً ۱۴۲۷ برس بتائی گئی ہے۔ گو اختلاف
ہے ہندوؤن کے حساب سے [illegible]
گویا پونے دو ارب سال کی ہے۔ یورپین مورخون
مین بہت کچھ اختلاف ہے لیکن بعض بعض تسلیم
کرتے جاتے ہین کہ پیدائش دنیا کو بہت زمانہ
گذر گیا جسکا اندازہ وہ بھی قریب قریب ہندون
آریون کے مطابق لگاتے ہین۔ لیکن آپ لوگ
اچھی طرح دیکھ رہے ہین مین ویسی نظر آتی ہون۔ مجھ مین
ذرا بھی فرق نہین۔ قانون قدرت کے مطابق
اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو کر برابر کام انجام دے رہی
ہون ؎

یہ چمن یونہی رہیگا اور ہزارون جانور
اپنی اپنی بولیان سب بولکر اُڑ جاینگے

یہ شور سنا ہی تہا کہ جھٹ سے آنکھ کھل گئی نہ
وہ باغ نہ بہار نہ وہ حسین نازنین نہ اوس کی گفتگو
نہ زیبائی و رعنائی فقط ہماری اندھیری کوٹھری اور
اور ٹوٹی ہوئی چارپائی۔ چراغ طاق پر دھرا ہوا ٹمٹما
رہا ہے۔ اور ہمارا پالتو کتا شیرا۔ رات کے سناٹے
مین ذرا سی آہٹ پا کر صدائے ہوشیار باش لگا
رہا ہے۔

ایک جگر افگار خدائی فوجدار شیدائے دہر

خواب تہا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تہا

رمضانی نوبرہ دار کی جگالی

[illegible]
آجکل کی زندگی مین سو کبھی ہو کبھی ہنسینگے سوا
کسی چبانے دار چیز کی خواہش نہ کیجئے۔ میوہ
فروٹ کی نرخ کمبخت کے دن گئے کہ جب چاہا جب
بے ڈر کا ر ہضم کر لئے۔ ہان چورٹ کی غارت ہوئے
کا زمانہ نہین کہ بیڑا چبایا جہٹ لال ہو گئی۔ ابتو ان
مبارک ایام کا دور دورہ ہے جن مین فی مسکر حلق
بہادر لوگون کا ایمان ترازو کی ڈنڈی کی طرح گردون
کون لیکر کدہر جاؤن کدہر گرمی کے حساب مین ہے
بھی ترازو کی ڈنڈی کب سے گردون کہنے لگی
ہان سنتے ہین کہ بہادر نے وقت حضرت یہ لفظ
آپ اوسٹے ہین۔ بس یہی مطلب سعدی ہے۔
آج اینجانب کی طبیعت بدمزگی کچھ پریشان سے
ہو گئی مرغ نے بانگ دی کاغذ سیاہ کرنے بیٹھ
لکھنے بیٹھے مرغ سحر دقیقہ الفاظ بھی قلم سے نکل
کر مضمون مین آ پڑے۔ اور الفاظ کی کھچا کھچ
بہرتی دیکھ کر قیامت کی سردی مین قیامت کی گرم
گرم لاش کرنے لگے۔ آپ جانتے ہین بیچ سب
خیالات کے دریائی ناپید کنار مین ڈوبتے کو تنکے
کا سہارا ضرور چاہیئے غرض اوس اندہے ہو گئے
سمندر مین ایک کشتی "رمضانی نوبرہ دار کی جگالی"
کے مضمون کی ملکی قلم کا سکان موجود تہا مگر اوس
کے ملبوس نے پڑا کام ہو بادو انشاء اللہ خیر انجام سے
کنارے پہنچکر سلامتی تحریر کا علم نصب کیا جو مضمون
ذیل مین اپنا پہریرا اور اڑا رہا ہے۔ ماہ رمضان کا
ہلال دیکھتے ہی میرے دل مین ایسی گہبراہٹ پیدا
ہو جاتی ہے کہ یا اللہ دن بہر نفس کو جو گیارہ مہینے
کہلا پلا کر موٹا تازہ کیا ہے بہوک پیاس سے روکنا
مجھسے ہو سکیگا بلکہ اسمین مجھے جنون ہو جانیکا خوف
معلوم ہونے لگتا ہے ورنہ مین رمضان کے
روزے ضرور رکہتا۔ جب خیال کرتا ہون کہ دنیا
کی نعمتین کرنے سے باز رہون اس لئے مین
مجبور ہون ورنہ مین رمضان کے روزے ضرور
رکہتا۔ آدمی کی زندگی مستعار ہے اور دم کا کیا

اعتبار نہیں البتہ یہ ہو کہ عمل کی آرزو دل مین رہجائے اسلئے جب اشیائے اکل و شرب پر طبیعت للچاتی ہے دم فانی کو غنیمت جان کر ہر مد خواہش پوری کرنی ہی پڑتی ہے ورنہ مین رمضان کے روزے ضرور رکھتا۔ جب آرام و آسایش کے سامان میرے لئے مہیا ہین تو پھر بجائے خود مجھ پر ہی ظلم ہوگا کہ مین ان سے فائدہ نہ اٹھاؤن اور بغیر کسی ارتکاب جرم کے قیدیون کے طرح خواہ مخواہ ایک وقت کا مفت مین کھانا چھوڑ دون بڑی حماقت نظر آتی ہے ورنہ مین رمضان کے روزے ضرور رکھتا۔ میری ہرگز یہ خواہش نہین کہ صوم رمضان جو فرائض اللہ مین داخل ہے ادا نہ کرون مگر جب لوگ کہتے ہین کہ خوط سالی کے دن کاٹنے کیلئے کیون نجالت سے کام لیتے ہو اس لئے مین نہین چاہتا کہ بخیل کے نام سے پکارا جاؤن ورنہ مین رمضان کے روزے ضرور رکھتا۔ اصول طب او ڈاکٹری سے ثابت ہے کہ روزہ رکھنے سے بدن مین خشکی اور گرمی پیدا ہوتی ہے تو اب کیا ضرور ہے کہ موٹے مسٹنڈے بھلے چنگے بدن مین بیجا تغیر و تبدیل کرا دون بیٹھے بٹھائے مجھے اپنا نقصان منظور نہین ورنہ مین رمضان کے روزے ضرور رکھتا۔ پیٹ کے حریص رات کو ہی نیند سے اٹھکر سحری کرتے ہین مجھے بالکل رات کو اٹھنے کی عادت نہین اور نہ پیٹ بھرنے کی خواہش ہے اگر ایسا کرون گا تو حریص شکم بندہ کہلاؤنگا اسبات کا بڑا خوف ہے ورنہ مین رمضان کے روزے ضرور رکھتا۔ روزہ دار لوگ دن بھر سے مین کی حصہ سونے مین صرف کرتے ہین اوس کو عیب سمجھتا ہون در حلال کی روزی پیدا کرنے مین دن بھر مشغول رہتا ہون ہاں تو یہ ہے مجھے دن کو نیند ہی نہین آتی ورنہ مین رمضان کے روزے ضرور رکھتا شروع رمضان مین سوچتا ہون کہ کم سے کم ایک ہفتہ بسبب عادی نہ ہونیکے روزہ رکھکر بڑا گران گذریگا تو عادی ہونیکا انتظار کرتا ہون مگر اوس انتظار مین نصف رمضان ہو جاتے ہین ہر چند چاہتا ہون کہ روزے کی عادت کرون مگر عادی نہین ہوتا ورنہ مین رمضان کے روزے ضرور رکھتا۔ جب آدھے رمضان ہو جاتے ہین تو چھوٹے بچے غل مچاتے ہین کہ میان جی بابا جان عید نزدیک ہے اب کے ہمارے کپڑے وغیرہ نہین لائے بس یہ سُن بازار مین دھیلا پیسہ لیکر پھرتا ہون دن اسی مین گذرتا ہے روزہ رکھنے کی فرصت نہین ملتی ورنہ مین رمضان کے روزے ضرور رکھتا۔ اوپر لیلۃ القدر کی اور عید کا سامان بہم کرنے کی افکارات نے اڑا دیا کچھ نہین تو فی اسم لوٹا بھر شیر خرما ضرور چاہیئے اسی خیال مین مسجد نہین گھر مین جمع کرتے کرتے رات بسر ہو جاتی ہے اور مجھے سحری کے لئے دو چار گھنٹے بھی نہین ملتے دن نکلتے ہی بھوک غلبہ کرتی ہے ورنہ مین رمضان کے روزے ضرور رکھتا۔ اور عید کی نیچو نماز پڑھ کر دوست احباب سے گلے ملتا ہون مبارک سلامت کے بعد وہ کہتے ہین کیون ہمارے شیر اب کے کتنے روزے رکھے اون کو جواب معقول بتا ہون "ایک نہین رکھا" یہ سنتے ہی کیون کہتا ہو کیا کیون رکھا نہین جاتا ورنہ مین رمضان کے روزے ضرور رکھتا۔

م ۔ الف
گلشن آبادی

سالِ نو

ابن سنہ ۱۹۰۱ء کہان جاتا ہے۔ بیسنا بھی لیا جانے نہ پائے۔ یہ بڈھا چند دن زمانہ کا خراج ہلاکو کا چچا۔ نادر کا باپ کہان جاتا ہے۔ اس نے اپنی عہد حکومت مین وہ وہ ناکرنیان کئے جو مین کہ چھٹی کا دودھ یاد آگیا۔ اس نابکار ناہنجار نے لاکھون گھر تباہ کر ڈالے کروڑون جانین ضائع کین۔ ہزارہا عورتین بیوہ لاکھون لڑکے یتیم کئے۔ یہ کمبخت جان و مال دونو پر ہاتھ پھیر گیا۔ اب سر پر پاؤن رکھے دم دبائے بگٹٹ بھاگا جاتا ہے۔ دیکھو ملک رنج ہرا ہو گیا اور پھر ایسا تو کم ہے جیسے ہندوستانیون سے اتفاق۔

ٹن ٹن ٹن ن ن ن۔ الٰہی خیر۔ خدایا پناہ یہ کس کی آمد آمد ہے کہ کانون کے پردے پھٹے جاتے ہین۔ ارمان جیب رہو وہ آگئے وہ آگئے۔ لیجئے وہ جنکا انتظار ہو رہا تھا۔ اور کون۔ اور پھر کس ٹھاٹھ باٹھ سے گئے جیسے چاند چاہے مانس آتے ہین۔ فقط مبارک ہو اجی واہ۔ منہ پر ہو پر ادھر بڑ کرون کہا کچھ تو برس رہا ہے۔ ابلق ایام پر ران جائے۔ کھڑ کھڑ دہے قدم قدم برابر لگاتے سکتے سکاتے چلے آتے ہین۔ مگر ہمین یہان تو سال بھر لنگوٹی مین پھاگ کھیلا ہے کچھ پاس نہین جو بھینٹ چڑھائی جاوے۔ آؤ بھگت کیجاوے۔ مگر پھر دیر کاہ ہے کہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین۔ کہین بگڑ نہ بیٹھے۔ تو پھر اور مصیبت ہو۔ کیونکہ آپ کے ساتھ ابھی سال بھر رہنا ہے۔ خدا معلوم کیسے ہون کیسے نہ ہون۔ اور زمانہ بڑا ہے جس نے خوشامد نہ کرے۔ نذر نیاز نہ چڑھاوے۔ دھو ہاتھ ہو کر پیچھے پڑ جاتا ہے۔ پھر یہ ٹھہرے اپنے وقت کے

حاکم ۔ سفید سیاہ کے مالک ۔ ہر طرح کا اختیار
اپنے کی خوشامد نہ کرے تو کہاں رہے ۔ لہذا
یہ تحفہ ایک نہایت ساسانی امہ پیشکش کرتا ہوں ۔
اگر جی میں آئے قبول کیجئے ۔ ورنہ کچھ زبردستی
نہیں ۔ ۔ ۔ د ہو خدا ۔

اے میری ساقی بہت ملالی
ہائے وہ تیرا اشتیا چہین
انہیں ایتائین کہاں کی کالی
ہاتھ سے اپنے جام دے پیاری
ناز و ادا کی مجھکو قسم ہے
شوخی کی انداز کے صدقے
پیاری پیاری وہ ساقی
نکادیجے کلھڑ دیدے
ناک پہ کا کی کا زادسے
ہونٹ سے ہاں لگا کی پیالی
مے پی ہے گلزار ہی سے
بزم میں ہاں جب کوئی گر
مستوں کی سب ہو نام ہو تیرا
ایسی ہو جو مستی لائے
شیخ بھی جس کو وجد میں آئے
سال نیا ہے نیا مہینہ
جام زر کا جلد پلا دے
ہاں سے پیاری پر تکرار
اسی تاہی باہو جوش
بہت دنوں اب ست گذری دنیا
سبکے پیالہ بھرے جس میں
برس ہا برس کا ہے برہانے
بہت نہ ہو تو تھوڑی دے کہ
مستی ہو گی رہیں جیسی
ناہیں گانا تان زود انجو
ہے ہے سبب سے پر ایرا

رحمت اور عنایت والی
بانکی ادا اور ترچھی چتون
جھوٹی آئی ہیں جتوا لی
لے رندوں کی بہت پیاری
جور و جفا کی مجھکو قسم ہے
مستی کی آواز کے صدقے
کیا ہے مجھکو وہ ساقی
پیالہ دیدے جھجھو دیدے
دیدے دیدے نکل جن
و بہت جیبے نالالا !!
تیرا ابھی دربار بھرا ہے
وعدہ ہو تیرا جام رنگ بہ ہر
ہاتھوں ہاتھوں جام ہو تیرا
رنگ نیا مضمون کہا ہے
نا بہ ہے پڑھکے کورسہ لگا کی
نئی نہ ہوہے ہی جینہ
آبر پیا کی لگی بجھا دے
جلدی دیدے ہیر گر اب
تو بہ دے دیجے بہت بیش
بہت ذکر ابا کہیں ساقی
ور سے تیری ہم ملین
گر رہے ہم ہے تو بہ ابرا
نازی نہ ہو تو پیاسی ہے
اچھلیں زیرہ ہو جائیں
سال نو کا جشن منائیں
ابر اہرا ہرا اہرا

مسٹر پنچ ہیں وہ جیٹ
ہو ہو ہو ہو ہا ہا ہا ہا
ونج بہادر ہنے انگریز
جانٹ پوٹ کی مجھکو قسم ہے
کورٹ پیٹ کی مجھکو قسم ہے
ریسکی تیری گارم اور شالم
مسٹر پنچ مبارک باد
عمر تمہاری ہووے دراز

کنا ڈوگ سے ہی کیٹ
فر فر فر فر فر فر فر
ہو گئے ہوتے سب انگریز
ٹرکش شوٹ کی مجھکو قسم ہے
ہا ہا سینٹ کی مجھکو قسم ہے
دیدے جو بولے گلفام
سدا ہو نوش و آباد
ہر زمانہ میں منتشار

ہاف

سحر ظریف آبر بیغو ر

کوہ بیستون

دلمیں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو آگئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانے کیا یاد آگیا

شب کو ہم کچھ عشق کے حالات اور اسکے نتائج اور شدائد پر غور کر رہا تھا اور اس کی ماہیت کے تحقیقات میں معروف تھا کہ میرا خیال ناشاد فاتح عاشقوں کیطرف متوجہ ہوا اور خیالات کا سلسلہ جو دراز ہی ہیں زلف جانان سے کم نہ ہو گا فرہاد تک پہونچا ۔ یہاں تمام حسرت نصیب امید کا مارا خیال یار کے ساتھ کچھ اس مزے سے میٹھی نیند سو رہے تھے کہ گویا اب قیامت تک کروٹ ہے نہ لینگے ۔ ہم نے بھی اس خیال سے اونکو نہ جگایا کہ مبادا یہی کہتے ہوئے اوٹھیں کہ

کس نے عین مزے میں جگا دیا تم کو ۔ ابھی تو خواب میں لو گئے گلے لگائے ہوئے ۔ ہر ایک قبر پر فاتحہ پڑھتے ہوئے ہر ایک کے حال زار پر روتے رہے کہیں خضر الفت قیس عامری مجنون شیدا پر کبھی وامق و عذرا پہ ۔ رفتہ رفتہ حسرت نصیب فرہاد کے سرہانے پہونچے ۔ یہ بدنصیب اپنی معشوق کی یادگار شیرین کی نشانی اور معشوقہ اور مشکلوں کی شہادت کوہ بیستون کے سامنے سو رہا ہے ۔ یہاں پر ایک عجیب دل دہلانے والا عالم طاری ہے ۔ فرہاد کے ساتھ ہی اوس کی ۳۹ شاگرد خواب مرگ کے مزے لے رہے ہیں جو صرف کوہ کنی ہی نہیں بلکہ رمل نجوم ہندسہ اور ریاضی کے سیکھنے کیلئے اوس کے ساتھ ہوئے تھے ۔ کیونکر بد نصیب فرہاد ان تمام علوم کا عالم تھا تو عالی ہی نیک سا رہا ہے ہی درجہ حد درجہ کا علیم الطبع اور بہت ہی خلیق المزاج تھا ۔ اسی درجہ کے آدمیوں نے یہ چلن سے ملتا اور ہر ایک کی خوشامد کیجئے ہمیشہ تیار رہتا ہے اور پھر فرہاد سا عاشق ۔ اسی سبب سے اوس کے شاگردوں کو فرہاد سے کچھ ایسی محبت ہوگئی یا یہ سبب ہو کر وہ ان علوم میں وحید عصر تھا جنہیں وہ اوس سے حاصل کرنا چاہتے تھے جس کے اوسکے مرنے کے بعد اونہوں نے اپنی زندگی کو رنج کیا اور سب وہیں پڑے ہیں جو حشر تک سونے کے لئے مستعد ہے ۔ یہ بھی کم بخت عشق ہی کا اثر تھا کہ جو صرف عاشق و معشوق ہی نہیں بلکہ اونکے احباب پر بھی پڑا اور وہ بھی عاشق و معشوق پر پڑا تھا ۔ ہائے اے عشق تیرا برا ہو اور تو اوسی طرح دنیا سے اوٹھ جائے جس طرح کمبخت عاشق اپنی تمام حسرتوں کو لئے ہوئے ہمیشہ کے لئے جہان فانی سے چلے جاتے ہیں ۔

حسرت نصیب فرہاد نامراد کے سرہانے پہونچ کے جب اوس کے برابر ہی اوسکی نعش پڑی دیکھی میں آئیں تو ایک عجیب عبرت کا سماں پیش نظر تھا ہم نے خیال کیا کہ عشق کا ایک دلی کرشمہ اور دل دینے کا نتیجہ ہے رگوں کو چاہئے کہ وہ نشان عالم کو دل ہی نہ دیں ۔ مگر ہائے جب وہ خود ہی چھین لیں یا قتال عالم ابرو کے اشارہ سے

خواستگار دل ہوں اور غمزہ و ناز و ادا و انداز دلربائی
میں ہوں تو کون ایسا سنگدل ہوگا جو اپنا دل نہ
دے سکے۔ یا وہ لوگ جن کے پاس دل ہے تو وہ
اس نصیحت پر کیسے عمل کر سکینگے۔ لوگ شاید خیال
کریں کہ وہ کون ہے جس کی پہلو میں دل نہ ہوگا لیکن
بہت سے ایسے ہوں گے جن کے پہلو میں اگرچہ
دل ہوگا لیکن اس کو دل نہیں کہہ سکینگے۔ وہ کون
رہی کمبخت حسرت نصیب عاشق آپ عاشق کے
دل کو دل نہیں بلکہ ستم خانہ یاس تمناؤں کا
مقتل کہئے۔ جب کبھی دل تھا تو دل نام تھا
اب دل کہاں۔

فرہاد کے حال زار پر بے اختیار ہم رو دئے۔ ابھی
ہماری رقت کم بھی نہ ہوئی تھی کہ ہمیں خیال آگیا کہ
فرہاد ہمیں کا رہنے والا تھا۔ بس جلدی سے ہم نے
اپنے آنسو پونچھ ڈالے کہ کوئی اس کی قبر پر
ہمیں روتے اور اس سے ہمدردی ظاہر کرتے نہ دیکھے کیونکہ
ہماری سرکار سے آجکل ہمیں بگڑے لڑ رہی ہیں لیکن
چونکہ وہاں کا نظارہ کچھ عجب ہی دلکش اور عجیب ہے
اسلئے ہم نے چاہا کہ یہاں کے حالات سے ہم
پبلک کو بھی باخبر کریں اور دوسرے بھی اس لطف میں
میں شریک کریں۔ شیرین فرہاد کا نام تو آج دنیا جانتی
ہے اور ملک کا بہت زیادہ حصہ اس قصہ سے
بھی واقف ہوگا۔ ہم اس قصہ کو نہیں لکھیں گے
لیکن وہ حالات جو فرہاد کے صناعیوں سے متعلق
ہیں چھوڑ دینے سے ہمارا مضمون مجمل رہ جائیگا
لہذا ہم یہاں سے اس کا ذکر شروع کرتے ہیں۔ کہ
شیرین اپنے ملک کی شاہزادی اور نہایت حسین و
نازک اندام تھی۔ نوشیروان کے پوتے خسرو پرویز
عاشق ہوئے اور اسکے ساتھ شادی ہوئی اور یہ
خسرو کے گھر مدائن میں چلی آئی۔ اس کی غذا صرف
دودھ تھا جسکا اگرچہ بڑا انتظام تھا لیکن
چراگاہ سے جہاں سے دودھ آتا تھا چونکہ قصر
شیرین کا راستہ بہت دور تھا (جس کو ہم آگے لکھیں گے)
اور کوہ بیستون چراگاہ اور قصر شیرین کے درمیان
میں حائل تھا اس لئے دودھ آنے میں دیر ہو جایا
کرتی تھی۔ یہ امر شیرین کے ناگواری کا باعث تھا
شاپور نے عرض کیا کہ میرا ایک دوست چین میں تھا
ہے جو بہت بڑا صناع ہے اگر وہ طلب کیا جائے
تو کوہ بیستون کو کاٹ کے ایک لمبی نہر بنا سکتا ہے
جو چراگاہ سے قصر دولت تک چلی آئیگی جس میں
سے دودھ بہا دیا جایا کریگا جو فوراً یہاں پہونچ
جایا کریگا دیر بھی نہ ہوگی اور وقت بھی جاتی رہیگی۔
شیرین نے منظور کر لیا اور فرہاد چین سے حسب الطلب
آ بھی گیا۔ چونکہ فرہاد کی شاپور نے بہت کچھ ثنا و صفت
کی تھی اور اوسے ایک موقر اور معزز آدمی قرار دیا
تھا لہذا اوسکو شیرین نے دروازہ میں بلا لیا بیٹھنے کو
کرسی دی اور اپنے اور اسکے درمیان میں ایک پردہ
ڈال دیا (یہ نہیں معلوم کیوں) شیرین کی کام ہوا اور
شیرین کو شیرین سے سکنے ہو کہ بہت ہی شیرین سخن
تھی۔ شیرین نے فرہاد سے کلام کیا اور بمصداق سہ نہ تنہا
عشق از دیدار خیزد بسا کین دولت از گفتار خیزد فرہاد
شیرین پر عاشق ہو گیا کیسکا نظر کارگر ہوا تھا ہے شیرین
کا سخن کارگر ہوا۔ غرضکہ شیرین نے فرہاد سے نہر
بنانے کو کہا۔ فرہاد نے منظور کیا ایک مہینہ کی میعاد قرار
پائی۔ فرہاد نے کام شروع کیا اور مہینہ بھر میں کام
کر دکھلایا جو سالہا سال بھی مشکل تھا۔ نہر تیار ہوئی جسکو
دیکھنے کو شیرین خود آئی۔ شروع سے آخر تک سیر کی اور بہت
خوش ہوئی ہر طرح پسند بھی کیا اور اسکے صلہ میں یا انعام میں اپنے
کان سے چند جواہرات اوتار کے فرہاد کو دینے لگی۔ فرہاد
نے ان کے لینے سے انکار کیا اور کہا انہیں لیکے میں کیا
کرونگا۔ مجھے جو کچھ اس سرکار سے مل چکا ہے
کافی ہے۔ شیرین نے کہا ابھی تو تجھے کچھ نہیں ملا ہے
کہا نہیں مجھے بہت کچھ مل چکا ہے۔ داغ دل
زخم جگر درد و الم وغیرہ بہت سی چیزیں ہیں لیکن
سب سے زیادہ میں محبت کو پسند کرتا ہوں
مجھے وہ بھی مل گئی۔ اب کسی چیز کی ضرورت
نہیں۔ یہ باتیں فرہاد نے عالم بیخودی میں کے
ہوں گی جن کو سن کے شیرین نے درگذر
کیا یا یوں سمجھئے کہ اوس کے دل میں بھی فرہاد
کی محبت تھی۔ شیرین کے مکرر اصرار پر بھی فرہاد
نے کچھ نہ لیا اور کہا یہ لعل و گوہر تو کچھ محبوب کے
کانوں ہی میں اچھے اور بھلے معلوم ہوتے ہیں۔
میری بھی خوشی ہے کہ آپ انہیں میرے سامنے
پہنیں لیکن جب شیرین نے زیادہ اصرار کیا اور
کہا کہ یہ تیرے عمر بھر کو کافی ہوں گے تو اس
نے شیرین کے ہاتھ سے لیکے اوس پر سے
تصدق کر کے لٹا دئے اور کہا کہ میری عمر بھر
کو تو جنگل اور بیابان کی خاک ہی کافی ہوگی
شیرین اپنے گھر واپس ہو گئے اور فرہاد گریبان دری
ہو گیا۔ دل میں شیرین کی یاد زبان پر شیرین کا
ذکر دماغ میں شیرین کا خیال آنکھوں میں شیرین
کی صورت کانوں میں شیرین کی آواز غرضکہ بجز شیرین کے
اوس کے نزدیک سب ہیچ تھا۔ یہ اور صرف نمک کی تجلی
تھی یا جسکے اوسکو کوہ بیستون بلستہ بنا دیکی خدمت
سپرد ہوگی۔ یہ خدمت خسرو نے اسکے تعلق کی او شرط یہ بھی کہ کام
ختم ہونیکے بعد شیرین اوس سے ملا جائیگی۔ فرہاد نے کام شروع کیا
اور اس سرعت کے ساتھ کہ معلوم ہوتا تھا بہت جلد یہ کام ختم
ہو جائیگا۔ تیشہ کے نشانات دیکھنے سے سخت تعجب ہوتا ہے
کیونکہ ایک ضرب اوسکا تیشہ چالیس ہاتھ پہاڑ کو کاٹتا چلا
گیا ہے جو کسی طرح عقل میں نہیں آتا۔ ممکن ہے کہ ایک ہی
ضرب میں دوسری جگہ اسطرح برابر شق ہو کر دوسرا ان
نہ بیٹھ سکے لیکن اس صرف تو چالیس چالیس ہاتھ
کا ایک ایک شق ہے۔ فرہاد کا عشق روز افزوں پر

جاسوسوں کی رپورٹیں

کیپ کالونی کے ڈچ حملہ آوروں میں سے دو سو سپاہیوں نے آرینج ریور کو بار دیگر شمال کیطرف عبور کیا۔

آسٹریلیا اور نیوزیلینڈ میں جنگ جنوبی افریقہ میں شامل ہونے کیلئے ہزاروں والنٹیر اپنے نام درج فہرست کرا رہے ہیں۔ کیپ ٹاؤن میں دو ہزار سے زیادہ والنٹیروں کے نام آ گئے اور ۱۰۰ سواروں کا ایک دستہ تین روز میں آگے بڑھنے کو تیار ہے۔

اخبار ڈیلی کرانکل میں فرانس اور انگلینڈ کے معاہدہ کے متعلق نیوفاونڈلینڈ کے بارہ میں جو خبر درج ہوئی تھی وہ غلط ہے۔ دونوں طرف سے باہمی فیصلہ کی خواہش ظاہر کیگئی ہے مگر کسی قسم کا معاہدہ ابتک نہیں ہوا ہے اور گیمبیا کے متعلق کوئی ذکر نہیں ہوا ہے۔

شنگھائی کی خبروں سے واضح ہوتا ہے کہ ۱۰ دسمبر کو پرنس چین کو پھانسی دیجیگی۔

گذشتہ تین ہفتوں میں جن ڈچوں کے ۱۲۰۰ گھوڑے ضائع ہوئے اونہوں نے [illegible] کے جنوب میں سرکاری کیمپ پر حملہ کیا مگر ۱۰۰۰ گھوڑے کھو کر پسپا ہو گئے۔

سوار والنٹیروں کی پہلی کھیپ کیپ ٹاؤن سے روانہ ہو چکی۔ اور دوسری کھیپیں ہر روز روانہ ہوتی رہینگی اگر والنٹیر بکیٹ برگ روڈ کی حفاظت کریں گے تاکہ فوج شمال کی طرف سے کیپ ٹاؤن پر حملہ نکر سکیں۔ سائکلنگ کور کی پہلی کمپنی کل سرحد کیطرف روانہ ہوگی اور دوسری منگل کے روز جائیگی یٹنبجسفونٹین کی حفاظت کا پورا انتظام ہو گیا ہے۔ فریزربرگ کا ایک تار مظہر ہے کہ ڈچ فوجیں ۵۰ میل کے فاصلے پر ہیں اور فری سٹیٹ گورنمنٹ کو پرامیسری نوٹ دے کر ڈچوں نے کھیتوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔

کیپ میں اخبار اونسلینڈ کا اڈیٹر جنرل فرنچ اور اونکے سپاہیوں کی کارروائی پر ہتک آمیز حملے کرنے کے جرم میں گرفتار ہوا ہے مجرم ضمانت پر رہا کیا گیا۔

لارڈ کچنر رپورٹ کرتے ہیں کہ جنرل ناکس کی فوج کے ۱۲۰ سپاہیوں نے لنڈلی کے قریب دشمن کی ایک بڑی فوج سے مقابلہ کیا کرنل لیننگ، دو افسر اور ۲۵ سپاہی مقتول اور ۲۰ سپاہی مجروح ہوئے۔

جنرل ڈولاک جو باغیوں کی گوشمالی کے لئے کولسبرگ کیطرف ایک مہم کے ساتھ روانہ ہوئے تھے اب واپس آ گئے کیونکہ وہاں کے جنگیوں نے کوئی مخالفت ظاہر نہیں کی۔ سب تابع ہو گئے۔

ڈچ دعوے سے کہتے ہیں کہ کیپ کالونی پر ہمارا موجودہ حملہ ڈی ویٹ کے مذکور کالونی میں داخل ہونے کا پیش خیمہ ہے۔

چونکہ ڈچ کیپ ٹاؤن سے ۱۰۰ میل کے فاصلے پر پہنچ گئے ہیں۔ اسلئے جدید فوج بڑی سرعت سے بھرتی ہو رہی ہے۔

چونکہ چینی سفیروں کو شاہی فرمان وصول ہوا ہے کہ جبتک ضروری شرائط میں ترمیم نہ ہو اسوقت تک متفقہ نوٹ پر دستخط نہ کئے جائیں اسلئے پیکن میں خاموشی پھیلی ہوئی ہے۔ ان سفیروں نے ملکہ ڈواگر کو لکھ بھیجا ہے کہ یہ شاہی فرمان مناسب حال نہیں ہے۔ اور متفقہ نوٹ پر جو ہم نے پہلے رضامندی ظاہر کی تھی اسے واپس لینا بھی نامناسب ہے۔

رپورٹ کیا جاتا ہے کہ مقام لورالائی سے دکی (بلوچستان) پر ایک غازی نے ۲۴ ویں بلوچ رجمنٹ کے کپتان جونسٹن پر حملہ کر کے اونہیں قتل کیا۔ اُس سے مقام مذکور پر سخت فساد برپا ہو رہا ہے۔

کیپ ٹاؤن میں افواہ ہے کہ بکیٹ برگ کے قریب والنٹیروں نے دشمن سے مقابلہ کیا۔ ایک ڈچ فوج نے کیلوڈ سے ۱۰ میل کے فاصلے پر ایک مقام سے جس کی ایک پولیس حفاظت کر رہی تھی بہت سے مویشی لوٹ لئے۔

ایک سرکاری تار مظہر ہے کہ ڈیلاگوا ریلوے کے پانچ مقاموں پر ڈچوں نے حملہ کیا مگر پانچوں جگہ پسپا کر دئے گئے۔ برٹش فوج کے کپتان فورسٹر اور ۴ سپاہی مقتول ہوئے اور دو افسر اور ۹ سپاہی مجروح ہوئے۔ یہ حملے ۷ ماہحال کی شب کو تاریکی میں کئے گئے۔ اور رات بھر سخت جنگ جاری رہی۔ ڈچ ۴۰ مردے میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے۔

جنرل ہیبرنر کی ماتحتی میں ایک ڈچ فوج نے کل کروگرسڈراپ کے شمال میں برٹش سامان رسد پر حملہ کیا مگر پسپا کر دئے گئے ڈچوں کے ۱۰ سپاہی قتل ہوئے۔

جنرل باگیٹ کی فوج نے بلکیرز برگ پر ڈچوں سے مقابلہ کیا۔ مگر ابتک مقابلہ کی تفصیل نہیں ہوئی۔

تربیت یافتہ برٹش فوج نے بچینر سٹروف اور چند ضروری مقامات میں قیام کیا ہے تاکہ ڈچوں کے حملے بآسانی روک سکیں۔

امریکا نے جو درخواست کی تھی کہ چینی معاملات صلح کانفرنس پیکن سے واشنگٹن میں منتقل کیا جائے۔ یہ درخواست اب واپس لے لی گئی۔

رامپور کی محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس میں اسلامی یونیورسٹی کی ضرورت تسلیم کی گئی نواب صاحب نے فیاضی دکھلائی۔

کلکتہ میں تجویز ہے والنٹیر کا ایک دستہ تیار کر کے جنوبی افریقہ کو بھیجا جاوے۔

بنگال نارتھ ویسٹرن ریلوے کی شاخ دلمیرہ تا صورت گڑھ جاری ہو گئی رفتار فی گھنٹہ ۲۰ میل۔

جمالپور پٹنہ سے سخت آتشزدگی کی خبر آئی ایک بزاز کی دوکان بمعہ سب کے جلگئی نقصان ہزارہا کا۔

امتحان انٹرنس میں ۱۶ سالہ عمر کی قید جاری کرنے کی تجویز کلکتہ یونیورسٹی میں جاری کیا جاتا ہے۔

مسٹر [illegible] جاپانی گورنمنٹ کا خازن [illegible] کلکتہ میں بطور سیر آیا ہے اصل کام کی خبر نہیں۔

رنگون سے خبر آئی کہ [illegible] میں ۳۱ دسمبر کو سخت آتشزدگی ہوئی۔ ۸ لاکھ روپیہ کے نقصان کا اندازہ کیا گیا ہے۔

بمبئی کے مسٹر بی ایم ملاباری نے اپنا ہفتہ وار اخبار انڈین اسپکٹیٹر بعوض دس ہزار روپیہ فروخت کر دیا مسٹر ملاباری اخبار نویسی سے سبکدوش ہو گئے۔ ایک اور پارسی نے خرید لیا ایڈیٹر اسکا مدراسی ہندو ہے۔

ہندوستان کے نوجوانوں کی تفریح کیلئے ایک [illegible] منظور ہو گئی۔

کلکتہ میں [illegible] ہارس کی فوج سال نو کی پریڈ میں شامل ہو کر جابجا دعا مانگی۔ ۲۰ تاریخ کو حضور وائسرائے نے [illegible] کے رشتہ [illegible] ملک [illegible] کی تجویز پر گورنمنٹ غور فرما رہی ہے۔

ہند میں خیراتی کا نمبر کل ۷۵۱۳۲۲۲ باقی میں جن میں ۶۲۱۹۴۵ مفت پرورش پاتے ہیں۔

محمود وزیری ماہ رمضان میں سطلوب جرأت داخل نہ کر سکیں گے عید کے بعد فساد ادا کریں۔ محاصرہ بدستور قائم ہے۔

کلکتہ کے بندرگاہ پر تجارت برآمد کے لئے ایک ذخیرہ کوئلہ کا قائم کریں گے۔ آج ہی کل میں معائنہ ہوگا۔

مہاراجہ صاحب میسور مدراس سے برما کی سیر کو روانہ ہوئے۔ والدہ مہارانی جنگ مدراس میں انتظار کریں گی۔

کلکتہ میں [illegible] کرنیل رانکنگ کرکٹ میچ میں گیند لگا۔ ایک آنکھ جاتی رہی۔ باقی آرام ہے۔

کشمیر ریلوے جموں سے ۴۰ میل تک تیار ہوئی۔ تخمینہ سابق پر ۹ لاکھ اضافہ ہے۔ برقی طاقت فیصلہ طلب ہے۔

مہاراج گنیش پرشاد سنگھ سابق کونسل لکھنؤ کا خطاب راجہ بہادر بوجہ شرمناک نالائقی کے چھن گیا۔

ترہت و درگا کی ریلوے جاری ہو گئی [illegible] دربھنگہ کے ماتحت ہے۔ رفتار فی گھنٹہ ۲۰ میل ہے۔

کلکتہ آگرہ و کانپور میں چمڑہ کا کارخانہ [illegible] کمشن کے لئے بالفعل ۲۰ ہزار درکار ہوگا

سرحد قلات کے علاقہ مکران میں فساد ہوتا۔ خان قلات نے براہ کراچی ایک فوج سرکوبی کو بھیجی۔

کوہ ہمالہ کے نواح اور افغانستان میں غیر معمولی سخت جاڑے میں برف باری ہو رہی ہے۔

لکھنؤ میں تجویز ہے کہ اخبارات کی تحریرات کی نگرانی کے لئے [illegible] کے ایک کمیٹی قائم کیجاوے۔

ونیاد مدراس میں ایک ہاتھی نے مست ہو کر ایک [illegible] رئیس کو کچل ڈالا۔

ہار آسٹ (بنگالہ) کے سب جج [illegible] بوجہ چند الزامات کے معطل ہوئے اور تحقیقات شروع کر دی گئی ہے۔

چڑیا خانہ بمبئی کو مہاراجہ بڑودہ نے بڑے مول کے تحفہ میں افریقہ کا گرانڈیل [illegible] بھیجا ہے۔

ہندی تجارت چینی و روسی ترکستان تبت کے ساتھ روبہ تنزل ہے۔

چین میں ہندی فوج مرض نمونیہ کی شاکی ہے لیکن گرم پوشاکوں کی افراط سے اسکا اثر دب گیا ہے۔

سیلون کے بوئر قیدیوں میں سے دو جرمن فرار ہوئے رنگون میں پکڑے گئے اور قیدخانہ کو واپس بھیجے گئے۔

طاعونی شکار

تاریخ	جملہ طاعون	اموات طاعون	اموات کل
۵ر جنوری	۳۷	۲۸	۱۶۱
۶ر ،،	۳۳	۳۸	۱۸۷
۷ر ،،	۴۵	۳۷	۱۸۵
۸ر ،،	۴۴	۳۶	۱۶۶
۹ر ،،	۴۰	۴۴	۱۶۹
۱۰ر ،،	۴۰	۴۵	۱۶۱
۱۱ر ،،	۴۷	۴۳	۱۹۰

لیجے ہمدردی کا اضحبی ہندی بازار میں حکیم محمد عبد المجید قریشی دہلوی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپ کر شائع